

توہمات اور اسلامی عقائد

حافظ محمد ادريس

اسلام دینِ حق ہے۔ کلمہ طیبہ کے اندر اللہ کی وحدانیت، ربویت اور حکم مطلق ہونے کا ایمان و عقیدہ موجود ہے۔ یہ کلمہ پڑھنے کے باوجود بد فتنتی سے آج کے مسلمان بھی ان خرابیوں میں ملوث ہو گئے ہیں جن میں مشرکین عرب بتاتے تھے۔ شیگون، فال گیری، جادو اور ٹونے ٹونے کے اس حد تک ہمارے معاشرے میں رواج پاچکے ہیں کہ بعض اوقات یوں لگتا ہے جیسے یہ معاشرہ اسلامی نہیں جا بلی معاشرہ ہے۔ جادو اور فال گیری کا دھنہ کرنے والے معاشرے میں یوں نمایاں ہو گئے ہیں کہ ملک کے درودیوار پر جا جا چاکنگ نظر آتی ہے۔ اب تو یہ بیماری یہاں تک پھیل چکی ہے کہ اخبارات اور ذراائع ابلاغ کے اندر بھی اشتہار بازی کا سلسلہ چل کلاہے۔ کا بلی راستہ کاٹ جائے تو اس سے برا شیگون لینا۔ اسی طرح اور مختلف باطل تخلیقات، مثلاً کوئی پرندہ دائیں سے باسیں جائے گا تو کامیابی ملے گی اور اگر باسیں سے دائیں جائے گا تو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا وغیرہ وغیرہ۔ جادوگروں نے عام لوگوں کا ذہن مسموم اور ماؤف کر دیا ہے۔ محبت میں کامیابی و ناکامی، دشمن کو زیر کرنے کے لیے گندے، تعمیذ کا گھناؤنا دھنہ عام ہو گیا ہے۔ کمزور ایمان اور باطل عقائد کی وجہ سے کاروبار چکانے کے لیے ان نوسرا بازوں سے رجوع، یہ سال کیسا ہوگا اور یہ ہفتہ کیسا؟ غرض کون سی بیماری ہے جو یہاں نہیں پائی جاتی۔ اس معاشرے میں مجمم اور ستاروں کا علم رکھنے کے دعوے دار بھی خوب چاندی بنارہے ہیں۔ بے چارے جہلانہیں جانتے کہ یہ سب انجمن شناس محسن دعوے اور انکل پچوکے ذریعے ان کی جیتیں کاٹ رہے ہیں۔

بقول اقبالؒ

ترے مقام کو انجم شاس کیا جانے
کہ خاک زندہ ہے ٹو ، تابع ستارہ نہیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس معاشرے میں تشریف لائے وہ مکمل اندھیرے میں ڈوبا ہوا
جاہلی معاشرہ تھا۔ آپؐ نے اس معاشرے کو پہلے باطل عقائد سے پاک کیا، پھر صحیح اسلامی عقائد کے
مطابق اعمال اختیار کرنے کی تربیت دی اور بالکل ایک نئی ملت کو وجود بخشنا، جس کا ہر کام قرآن و سنت
اور دلیل و منطق کے معیار پر پورا اترتتا تھا۔ مشرکین عرب ماہ صفر اور ماہ شوال کو منحوس سمجھتے تھے،
حضرت محمد بن راشد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اہل جاہلیت صفر کو
منحوس سمجھتے ہیں تو آپؐ نے جواب میں فرمایا کہ یہ باطل عقیدہ ہے۔ ماہ صفر میں کوئی منحوس بات نہیں
ہے (سنن ابی داؤد، ح ۳۹۱۶)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ عرب
شوال کو منحوس سمجھتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ اس میں شادی نہیں کرنی چاہیے اور نہ کسی مہم پر نکانا
چاہیے، کیوں کہ اس میں کوئی فعل کامیابی سے ہم کنار نہیں ہو سکتا۔ مزید فرماتی ہیں کہ نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلط رسم کو ختم کیا اور آپؐ نے میرے ساتھ ماہ شوال ہی میں نکاح کیا
تھا۔ پھر یہ دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی زوج مجھ سے زیادہ نصیبے والی ثابت ہوئی۔
(مسلم، ح ۳۵۳۸)۔ حضرت عائشہؓ اپنے خاندان کی بچیوں کی شادی کے لیے ماہ شوال منتخب کیا
کرتی تھیں تاکہ شوال کے بارے میں پرانے عقائد کیوں پھر سے سرنہ اٹھائیں۔

قرآن پاک میں واضح طور پر بیان فرمادیا گیا ہے کہ نفع و نقصان کا تعلق نہ کسی دن اور
موسم سے ہے اور نہ کسی خاص چیز اور مخلوق ہی سے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا اختیار ہے کہ وہ کس کو کب نفع
دے گا اور کب اس کے مقدار میں نقصان ہو گا۔ انسان کو ہر عمل شروع کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا
چاہیے کہ کام بذات خود حلال اور جائز ہے یا حرام اور ناجائز۔ اگر حلال و جائز نہ ہو تو اس کا ارادہ بھی
ترک کر دینا ہو گا۔ حلال ہے تو اس کا آغاز اور نیت کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنی چاہیے اور اللہ رب
العالیمین سے خیر و برکت مانگی چاہیے۔ قرآن پاک میں جگہ جگہ اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے کہ نفع
و نقصان کا مالک اللہ ہے۔ ساری دنیا کے انسان بھی مل کر کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اگر اللہ نے

چاہے۔ اسی طرح تمام بني نوع انسان مل کر بھی کسی کو نفع نہیں دے سکتے اگر اللہ نہ چاہے۔ صرف حوالے کے لیے ایک آیت لکھ رہے ہیں، اگرچہ اس موضوع پر بہت سی آیات قرآن مجید میں موجود ہیں۔ ارشاد باری ہے: وَإِذْ يَسْأَلُهُ الْمُجْدِفُ فَلَا يَكْسِفُ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِذْ يُنْهَى
يَنْهِي فَلَا يَأْكُلُهُ يَنْهِي بِهِ مَوْيَشًا لَمْ يَعْبَدْهُ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ، اگر اللہ تھے کسی مصیبت میں ڈالے تو خود اس کے سوا کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال دے، اور اگر وہ تیرے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا کوئی نہیں ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ درگزر کرنے والا اور حرم فرمانے والا ہے۔

(یونس: ۱۰۷:۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ساری دعائیں ہیں جن میں آپ نے درپیش کام اور ہم میں کامیابی کے لیے اللہ سے رجوع کیا۔ ایک مختصر اور جامع دعا یہ ہے: أَللَّهُمَّ أَنْتَ رَبُّ الْأَلَّا
مَا لَا أَنْتَ عَلَيْهِ تَوْكِيدٌ وَمَا نَتَّدِي بِالْعَرْشِ الْكَرِيمِ، مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاءُ
لَمْ يَكُنْ وَمَا تَوَلَّ وَمَا لَقُوتَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، اے اللہ تو میر ارب ہے تیرے سوا کوئی اللہ نہیں میں تھجھی پر توکل کرتا ہوں اور تو عرش عظیم کا مالک ہے، اللہ جو چاہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہ چاہے وہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ میرا کوئی زور اور قوت نہیں سوانے اللہ پر بھروسے کے، جو بہت بلند اور عظمت والا ہے۔ (البیهقی، الاسماء والصفات، باب ما شاء اللہ کان، ح ۳۲۰، روایت حضرت ابوالدرداء)۔ جو لوگ کمزور عقیدے اور توہہات کے جال میں پھنس جاتے ہیں ان کو منزل ہاتھ نہیں آتی۔ بعض اوقات ان کی حرکتیں اپنے انھی توہہات کی بدولت انھیں انھوکہ (معنکہ خیز) بنا دیتی ہیں۔ یہ مثالیں آج بھی نظر آتی ہیں اور عربوں کے بھی بے شمار واقعات تاریخ میں مذکور ہیں۔ کا لے علم کا دھنده کرنے والے بعض اوقات اپنے ہی گاہوں کے ہاتھوں موت کے گھاث اُتر جاتے ہیں، جب کہ کم و بیش تمام گاہک بھی اپنی عزت، آہر و اور جان تک سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اس سے بڑا نقصان اور الیہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے ایمان اور عاقبت کو بر باد کر لیتے ہیں۔

مفسرین نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک عرب اپنے باپ کے قاتل سے بدله لینا چاہتا تھا۔ ذواللَّاَنَّصَه نامی بت کے آستانے پر جا کر اس نے فال کھلوائی۔ جواب نکلا یہ کام نہ کیا جائے۔

اس پر عرب طیش میں آگیا، کہنے گا:

لَوْمَكُنْتَ يَا مَا أَذْلَلَرَ الْمُؤْنَثُوا

مَثَلَدَ وَكَارَ شَيْئَةَ الْمَقْبُوْدا

لَمْ تَشَهِ عَدْ قَتْلَلَ الْعَصَاهَةَ ذُوْدَا

(اے ذوالخالصہ اگر میری جگہ تو ہوتا اور تیرا باب مارا گیا ہوتا تو ہرگز تو جھوٹی بات نہ کہتا کہ ظالموں سے بدلنا نہ لیا جائے۔)

ایک اور عرب اپنے اونٹوں کا گلہ اپنے معبد سعدنامی کے آستانے پر لے گیا تاکہ ان کے لیے برکت حاصل کرے۔ یہ ایک لمبا تڑنگا بت تھا، جس پر قربانیوں کا خون لکھڑا ہوا تھا۔ اونٹ اسے دیکھ کر بدک گئے اور ہر طرف بھاگ لئے۔ عرب اپنے اونٹوں کو اس طرح تتر پر ہوتے دیکھ کر غصے میں آ گیا۔ بت پر پھر مارتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ ”خدا تیر استیاناں کرے۔ میں آیا تھا برکت لینے کے لیے اور تو نے میرے رہے ہے اونٹ بھی بھگا دیے۔ (تفہیم القرآن، جلد ۳، ص ۳۶۵-۳۶۶)

اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ کی آیت ۹۰ میں واضح طور پر فرمایا ہے کہ ”شراب، جوا، آستانے اور پانے، یعنی فال گیری اور نیک و بدشگون لینا سب گندے شیطانی اعمال ہیں۔ ان سے پرہیز کرو۔“ غلط رسومات اور جادو کے دھنڈے میں ایسے ایسے حرام کام کرنے کی اطلاعات میڈیا میں آتی رہتی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ عرب بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ سورہ انعام آیت ۱۳۸ میں اللہ نے فرمایا کہ یہ جاہل لوگ سمجھتے ہیں کہ کچھ جانور ایسے ہیں جن پر سواری اور بار برداری حرام ہے اور کچھ جانور ایسے ہیں جن کو ذبح کرتے ہوئے اللہ کا نام نہیں لینا چاہیے۔ یہ سب کچھ ان کی طرف سے اللہ پر افترا باندھا گیا ہے۔ بہت جلد اللہ ان افترا پر داڑیوں پر ان کو سزا دے گا۔ (۱۳۶:۶)

نجومیوں اور دست شناسوں کے پاس جانا اور ان سے مستقبل اور غیب کی خبریں جاننے کی کوشش کرنا ضعفِ ایمانی اور عقیدے کی کمزوری کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اسی طرح ستاروں اور سیاروں کے حساب اور زانچے سب لغو اور فضول اعمال ہیں۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا۔

ستارہ کیا مری تقدیر کی خبر دے گا

وہ خود فراغی افلاک میں ہے خوار و زیوں

مختلف آفات سے بچنے کے لیے بلاشہ اللہ کا کلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسنون دعائیں بہت کارگر ہیں۔ **مُعِوذَةُ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ** (سورۃ الْفَلَق و سورۃ النَّاس) آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے وقت میں نازل ہوئی تھیں جب آپ پر یہودیوں نے جادو کیا تھا۔ ان کو پڑھ کر انسان اللہ کی پناہ میں آ جاتا ہے۔ اسی طرح آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھائی ہوئی دعا میں بھی بہت بااثر ہیں۔ یہ دعا میں بے شمار ہیں مگر ایک آدھ دعا بھی یاد ہو تو انسان کو اللہ رب العالمین کی طرف سے حفاظت مل جاتی ہے۔ آپ صاحبہ کو بھی تلقین کرتے تھے کہ وہ گھروں کے اندر اور پچوں کے اوپر آنے والی بلاوں سے ان دعاؤں کے ذریعے اللہ کی پناہ حاصل کریں۔ آپ کی ایک مختصر دعا ہے:

أَعُوذُ بِكَلَامِ اللَّهِ التَّامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا تَلَقَّ، میں اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں، اس کے جامع کلمات کے ذریعے، ہر مخلوق کے شر سے۔ (مسلم، ح ۵۳۷) اسی طرح آپ نے یہ دعا بھی سکھائی: **أَعُوذُ بِعَزَّةِ اللَّهِ وَقُوَّتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأَنَاهِ**، یعنی میں اللہ کی عزت و قدرت کی پناہ میں اپنے آپ کو دیتا ہوں ہر اس شر کے مقابلے پر جس سے میرا سامنا ہو کہ اللہ مجھے اس سے محفوظ رکھے۔ (مسلم، ح ۵۸۷)۔ قرآن پاک میں بھی اللہ نے بہت سی دعا میں سکھائی ہیں: **وَقُلْ لَرَبِّي أَعُوذُ بِكَيْ مِنْ هَمْزَتِ الشَّيْطَانِ ۝ وَأَعُوذُ بِكَيْ رَبِّي أَدْبَرْتُهُ وَوِ** (المؤمنون ۹۸-۹۷: ۲۳) یعنی دعا کرو کہ ”پروردگار، میں شیاطین کی اکسائشوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں، بلکہ اے میرے رب، میں تو اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں“۔ اسی طرح ایک اور دعا ہے: **رَبِّي يَسِّرْ وَالْتَّعِسْ وَتَقْبِلْ بِالْتَّيْرِ**، ”اے میرے رب میرے کام کو آسان بنادے مشکلات دور فرمادے اور اس منصوبے کو خیر و برکت کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچا دے۔“